اللّٰہ نور
السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

جلد ۳ نمبر ۲۲

۱۵ نومبر ۱۹۲۹ء ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۸ھ

چندہ سالانہ ۲ روپے ۸ آنے

ایڈیٹر

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دارالامان سے ہر ماہ یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

KHILAFAT LIBRARY

فہرست مضامین

تربیت اولاد ۳/۱۱
فلسفہ اتحاد و اتفاق ۱۱/۱۳
انفلوئنزا ۱۴
عورتوں کا ورثہ ۱۵
متفرق شذرات ۱۶
حل معمہ جات ۱۷ و ۱۸

ڈاکٹر محمد شاہ نواز خاں صاحب کاکاخری
اہلیہ سید محمد سرور شاہ صاحب
آمنہ (لاہور)
قانتہ بیگم پشاور چھاؤنی

ایک نو مولود سے

اے کہ اپنے ساتھ گھر بھر کی خوشی لایا ہے تُو
کونسی دُنیائے خنداں یاد آتی ہے تجھے
کیا کوئی زرّیں جزیرہ چھوڑ کر آیا ہے تُو
یاد ایسے ہی تو کچھ آتے ہیں نظّارے تجھے
کس لئے حیرت سے یُوں ہر اک کا مُنہ تکتا ہے تُو
ہم کو بھی معلوم ہے تُو ہے مسافر دُور کا
ہاں بتا! وہ سرزمینِ عافیت ہے کونسی؟
روشنی ہوتی ہے کیسی چاند سورج کی وہاں

کس وطن کی یاد میں روتا ہُوا آیا ہے تُو
رونے والے! یاد کس کس کی رُلاتی ہے تجھے
گلشنِ فردوس سے مُنہ موڑ کر آیا ہے تُو
اجنبی سے اس جہاں کے نقش ہیں سارے تجھے
کچھ تو کہنا چاہتا ہے کہ نہیں سکتا ہے تُو
مُطلقاً اس دیس کی بولی سے ہے ناآشنا
کونسی دلکش فضا ہے تیرے دل میں بس رہی؟
تیرے چہرے پر ہویدا ہیں ابھی جس کے نشاں

کس چمن کا گُل ہے تُو؟ کس عرش کا تارا ہے تُو؟
کس قدر ہے پاک و روشن کس قدر پیارا ہے تُو

خوبصورت پھول نمبر ۴

KHILAFAT LIBRARY

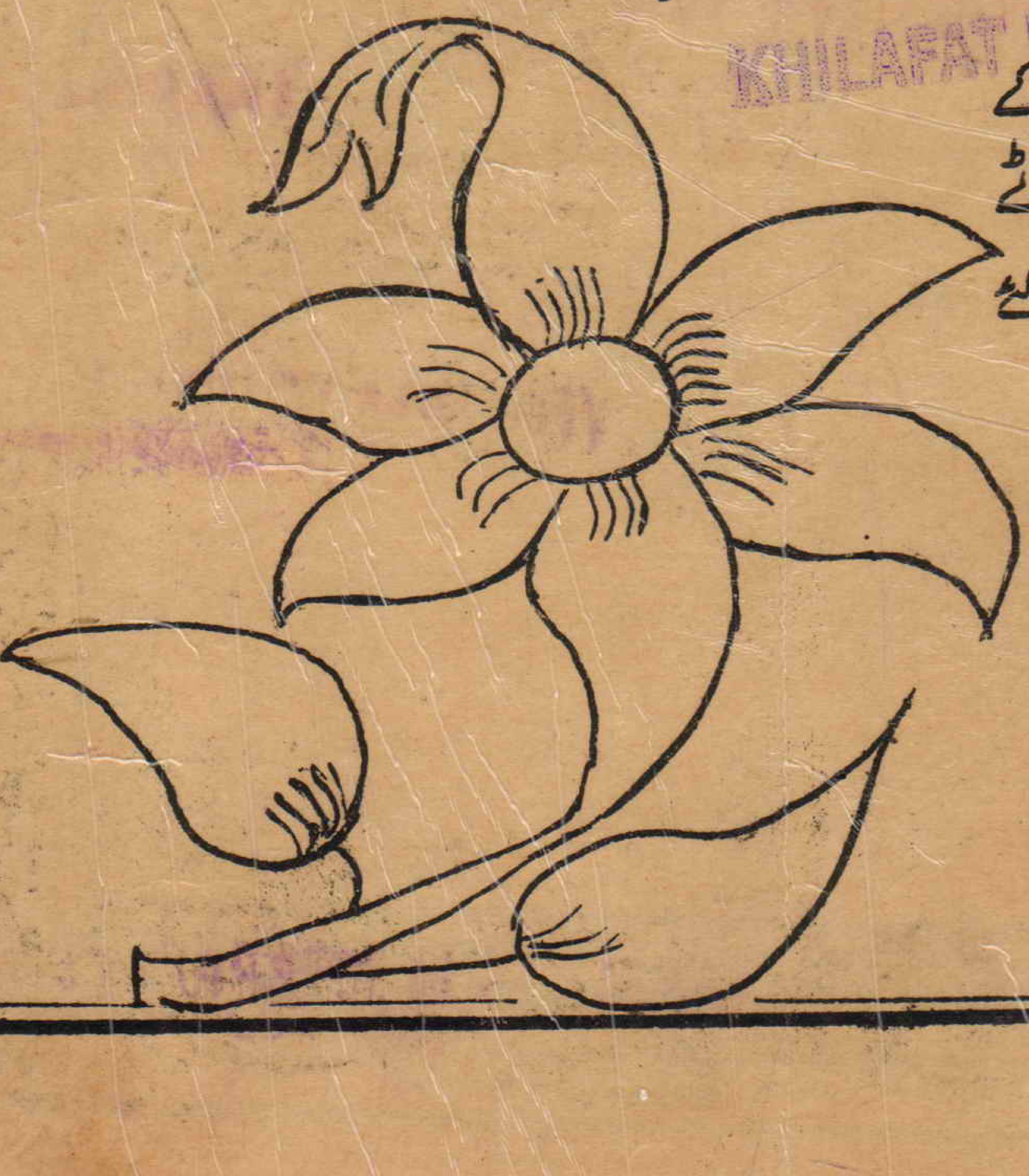

یہ چھوٹا پھول بچّوں کے
فراکٹ یا چھوٹے چھوٹے
رومالوں پر کاڑھنے کے لئے
زیادہ مناسب ہے ۔

راقمہ ایس ایس نسیم
کیمبل پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۲۹ء

KHILAFAT LIBRARY

تربیتِ اولاد

اخلاقی امراض کی اصلاح

چوری کی عادت کی روک تھام

نوٹ:۔ ناظرات مصباح کو معلوم ہے کہ عاجز کی اہلیہ نے میری زیر ہدایات حفظان صحت اور تربیتِ اولاد ہر دو مضامین کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ آجکل وہ چونکہ ایک ایسی طبعی حالت کے عوارضات میں مبتلا ہیں جن میں اکثر شادی شدہ عورتیں مبتلا ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے ان کے اس فرض کو اس دفعہ بندہ ادا کر دیتا ہے۔ تا اس سلسلہ میں ناغہ نہ ہو۔

تمہید:۔ اکثر بچوں میں چوری اور جھوٹ کی عادات پائی جاتی ہیں۔ جس کی وجہ تربیت کا نقص ہی ہے۔ اور اسکی ساری ذمہ واری والدین پر عائد ہوتی ہے۔ بچوں میں دیانتداری کا احساس فطرتی اور موروثی نہیں ہوتا بلکہ تربیت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ چوری ایک بہت قبیح فعل ہے۔ کسی کے پسینہ کی کمائی کو بغیر اجازت اٹھا لینا بہت بڑا ظلم ہے۔ اگر اس عادت کو بچپن میں روکا نہ جائے تو اسکے نتائج بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ باوجود اس عادت کی قباحت اور اسکے بُرے نتائج کا علم ہونے کے والدین اکثر دفعہ ان عادات اور میلانوں کو جو بچپن میں ظاہر ہوتے ہیں اور جن کی ارتقائی صورت کا نام چوری ہے۔ سنجیدگی کے ساتھ روکنے کی کوشش نہیں کرتے۔

امتیاز کا مادہ — چاہیئے کہ بچپن سے ہی اولاد کو اس کی ٹریننگ دی جائے کہ وہ اپنے اموال اور دوسروں کے مقبوضات میں تمیز کر سکے۔ کیونکہ اگر بچے کے اندر ایسے امتیاز کا مادہ گھر کی چار دیواری کے اندر پیدا نہ ہوا تو اسکے لئے گھر سے باہر بھی ایسا امتیاز مشکل ہوگا۔ ایک دِقت یہ ہے کہ گھروں کے اندر مشترکہ اموال اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ بچوں کے لئے یہ معلوم کرنا سخت مشکل ہوتا ہے کہ فلاں چیز کا مالک کون ہے۔ مثلاً گلاس۔ لوٹا۔ تولیہ صابن وغیرہ اشیاء کنبہ کے سب افراد بلا تامل استعمال کرتے ہیں۔ اور کوئی امتیاز کا رنگ بچے کو ان میں نظر نہیں آتا۔ پس وہ کیسے تصور کرے کہ مثلاً یہ تولیہ والد کا ہے۔ جبکہ وہ روز دیکھتا ہے کہ والدہ بھی اسی کو [illegible] استعمال میں لاتی ہے۔ یہ مشترکہ اشیاء کے استعمال کرنے کا رواج خصوصیت سے بچوں کی تربیت میں حارج ہوتا ہے اور ان میں اموال کے امتیاز کے احساس کی نشوونما نہیں ہونے دیتا۔

بچوں میں قبضہ کر لینے کا جذبہ فطرتی اور طبعی ہوتا ہے۔

اور بچپن میں یہ احساس بہت غالب ہوتا ہے۔ جو چیز ان کو پسند آئے اس کو فوراً قبضہ میں لانے کی کوشش کرتے ہیں اس بات کا احساس کہ فلاں چیز ممنوع ہے۔ یا دوسرے شخص کی ہے۔ تربیت کے نتیجہ میں آہستہ آہستہ بچے کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ مگر ابھی وہ یہ نہیں سمجھ سکتا کہ فلاں چیز کیوں ممنوع ہے۔ یا فلاں چیز کا مالک میں کیوں نہیں بن سکتا ؎

پس بچپن میں صرف دو موجبات ہیں۔ جو بچوں کو چوری کرنے سے روک سکتے ہیں۔ اوّل۔ والدین کی ناراضگی کا ڈر۔ دوسرے سزا کا خوف ؎

ماؤں کا غلط طریق } بچوں میں جو غیر کے اموال کو قبضہ میں کر لینے کے متعلق طبعاً لاپروائی پائی جاتی ہے اسکو معمولی نہیں خیال کرنا چاہیئے۔ بعض مائیں کہدیا کرتی ہیں۔ کہ ابھی بچہ ہے خود ہی بڑا ہو کر سمجھ جائیگا۔ کوئی چوری کی غلط تعریف ذہن میں لا کر اپنے نفس کو دھوکے میں رکھتی ہیں۔ کہ اس عمر میں چوری چوری ہی نہیں کہلاتی۔ اور اگر توجہ دلائی جائے تو ناراض ہو جاتی ہیں۔ بعض بجائے ملامت کرنے کے بچے کی تعریف کرتی ہیں کہ دیکھو کیسی ہوشیاری سے یہ نقدی نکالتا ہے۔ مگر یہ سب طریق بچوں کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتے ہیں۔ اور یہ انکی بدقسمتی ہے کہ انکے والدین لاپرواہی کرتے ہیں۔ چاہیئے کہ جس دن سے بچہ ذہنی اور سوشل لحاظ سے اس قابل ہو جائے کہ وہ اپنے اور غیر کے اموال میں فرق کر سکے اس دن سے ہی بلا اجازت چیز اٹھانے کو چوری سمجھا جائے اور بچہ کو سرزنش کی جائے ؎

تربیت کے طریق } (۱) مال کا مالک بناؤ۔ اوّل سے ہی اس کو اس اخلاقی قانون اور دیانتداری کا احساس کراتے رہو۔ اس کا بہترین طریق یہ ہے کہ بچے کو مال کا مالک بنایا جائے۔ گھر کے اندر بعض اشیاء پر اس کا مالکانہ قبضہ ہو۔ اور اس کو ان پر پورا پورا اختیار ہو۔ مثلاً اس کے کپڑے۔ کھلونے۔ تصاویر۔ کتب۔ نقدی وغیرہ۔ والدین کو بھی چاہیئے کہ اسکے قبضہ اور مالکیت کا احترام کریں۔ اسکی اجازت کے بغیر اسکے مقبوضات کو استعمال میں نہ لائیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسکو خود غرض بنا دیا جائے۔ بے شک اسکو یہ بھی سکھاؤ کہ وہ اپنے کھلونوں سے دوسروں کے ساتھ مل کر کھیلے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھو کہ اسکے کھلونوں کو بلاوجہ اور بلاعذر کے دوسروں کو نہ دے دیا جائے۔ ہم اگر ہر وقت یہ مطالبہ کرتے رہیں کہ فلاں کھلونا چھوٹے بھائی کو دیدو۔ اور اگر وہ خوشی سے دینے کو تیار نہ ہو تو زبردستی چھین کر اسکو دے دیں۔ تو اس طرح بچے کے اس احساس کو کہ میں ہی اس کھلونے کا واحد مالک تھا۔ ٹھیس لگتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کل کو وہ بھی دوسروں کے اموال بلا اجازت چھین لیگا۔ پس ایک طرف تو خود غرضی سے بچانے کا سوال ہے۔ اور دوسری طرف یہ خطرہ ہے کہ اگر مشترکہ اموال کے استعمال کا رواج دیر تک رہا تو بچے کے لئے یہ امتیاز کرنا مشکل ہوگا کہ میری چیز کونسی ہے اور بھائی کی کونسی۔ اس مشکل کا حل اسی طرح پر ہے کہ اسکو مال کا واحد مالک بھی بنایا جائے۔ اور ساتھ ہی اشیاء کو بانٹنے اور مل کر استعمال کرنے کی بھی تلقین کی جائے۔ اور اگر اسکی کوئی چیز خود بانٹنے لگو تو بچے سے اجازت لے لو ؎

نیک نمونہ کا اثر

(۲) جس طرح بچے کے لباس اور زبان کا انحصار اسکے ماحول کی فضا پر ہوتا ہے۔ اسی طرح اسکے اخلاقی معیار کا قیام بھی اسکے ماحول کی فضا پر ہے۔ اگر والدین کا یہ طریق ہو کہ وہ دوسروں کے مقبوضات کے متعلق دیانتداری کو ہاتھ سے کھو دیتے ہوں۔ یا وعدہ کا ایفا نہ کریں۔ تو ان سب باتوں کی نقل بچہ لازماً کرلیگا۔ پس چاہیئے کہ بچوں کے سامنے نیک نمونہ پیش کیا جائے۔ اور ایسی فضا پیدا کی جائے جو نقل کرنے کے لائق ہو۔ والدین اگر اپنے بچوں کو چوری کی عادت سے بچانا چاہتے ہیں تو وہ خود بھی دوسروں کے اموال کا احترام کرنا سیکھیں ۔

بچوں میں انانیت کا احساس بہت غالب ہوتا ہے۔ ہر وقت وہ اپنی 'میں' کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ لذت۔ طاقت اور غلبہ چاہتا ہے۔ اور یہ قبضہ کرنیکی خواہش بچپن میں چوری کی صورت میں ظاہر ہو جاتی ہے قبل اسکے کہ بچہ یہ سمجھ سکے کہ ہر چیز کو وہ اپنے قبضہ میں کیوں نہیں کر سکتا۔ اسکو اموال کا احترام عادت کے طور پر کراؤ۔ اور اسکو یہ سکھاؤ کہ اگر فلاں چیز کو بغیر اجازت اٹھاؤ گے تو یہ حکم عدولی ہوگی۔ پس اس عادت کو نظر انداز نہ کرو۔ ورنہ بار بار دوہرانے سے یہ عادت راسخ ہو جائیگی۔ خصوصاً اسلئے کہ اس فعل سے اسکی کئی ایسی خواہشات پوری ہو رہی ہیں جنکو وہ یوں پورا نہ کرسکتا۔ اسکے علاوہ اسکو اس فعل میں اطمینان قلب اور لذت بھی حاصل ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں یہ عادت طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ یہ سب عادات کے راسخ ہونے کے موجبات ہیں ۔

بچوں میں یہ عادت اتنی عام ہے کہ اکثر والدین باوجود اعلیٰ تربیت اور کوشش کے اس کے انسداد میں ناکام رہتے ہیں۔ اور انکو بچے کے اس فعل کی وجہ سے حیرانی ہوتی ہے۔ اور ندامت اٹھانی پڑتی ہے ۔

چوری کی ابتدا

چوری کی عادت گھر سے شروع ہوتی ہے۔ بچہ کھانے کی اشیاء نقدی وغیرہ پہلے چراتا ہے۔ پھر ہمسائے کے گھر سے معمولی نقدی وغیرہ اٹھا لاتا ہے۔ پھر سکول کے طالبعلموں کے بستوں میں سے کچھ نکالتا ہے۔ غرضیکہ اس طرح جوں جوں موقع ملتا ہے۔ زیادہ قیمتی اشیاء اٹھانے کی جرأت ہوتی جاتی ہے۔ ماں ان باتوں کو معمولی جان کر پروا نہیں کرتی۔ آخر وہی بچہ بڑا ہو کر نقب۔ ڈاکہ اور قتل وغیرہ کے سنگین جرائم میں گرفتار ہو کر پھانسی پر مرتا ہے ۔

ہمارے ملک میں ایک چور کا واقعہ مشہور ہے جس نے پھانسی کے تختے پر اپنی اماں سے آخری بات کان میں کہنے کی خواہش کی اور اس کا کان کاٹ کھایا۔ ملامت کرنے پر بولا کہ میں اسی والدہ کی طفیل آج پھانسی پہ لٹک رہا ہوں اگر یہ مجھ کو بچپن میں معمولی چوری سے روکتی تو آج یہ دن کیوں نصیب ہوتا ۔

جب کسی کا بچہ چوری میں پکڑا جائے تو انکے اعصاب پر اس ندامت اور شرمندگی کے احساس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اس اخلاقی نقص کا علاج مناسب طور پر نہیں کرسکتے۔ ایسے مواقع پر والدین دو قسم کے طریق اختیار کرتے ہیں۔ اور یہ دونو تربیت کے صحیح طریق نہیں ۔

KHILAFAT LIBRARY

والدین کی غلط روش (۱) بعض تو الٹا لوگوں پر خفا ہو جاتے ہیں کہ ہمارا بچہ بالکل نیک ہے۔ لوگ یونہی بدنام کرتے ہیں۔ انکو لاکھ دلائل دو۔ گواہ لاؤ وہ مانتے ہی نہیں۔ اور نہ ہی معاملہ کی تحقیقات پر آمادہ ہوتے ہیں۔ پس ان کے نزدیک بچے کے اس اخلاقی نقص کی اصلاح یوں ہوتی ہے کہ وہ واقعہ کا ہی انکار کر دیا؛

(۲) بعض بچے کو سخت نادم اور شرمندہ کرتے ہیں۔ ہر موقع پر یہ واقعہ یاد کرا کے اسکو ذلیل کرتے ہیں۔ کوئی بات ہو۔ جواب یہی ملیگا۔ تو چور ہے! گویا اس طرح اسکی کمزوری کا احساس تازہ رکھا جاتا ہے۔ مگر یہ طریق بھی مضر ہے۔ یاد رکھو نہ تو سرکاری وکیل کی طرح جرم کی سخت سزا دلوانے کے جذبہ سے اور نہ ہی پبلک وکیل کی طرح اپنے موکل کی اندھی حمایت کے جذبہ سے بچے کی اصلاح ہو سکتی ہے بس چاہیئے۔ کہ نہ تو واقعہ کا ہی انکار کرکے بچے کو اور جرأت دی جائے اور نہ ہی سختی کرکے اسکو پست اور کم ہمت بنایا جائے۔ بلکہ معاملہ کی تحقیق کرکے اس فعل کے اسباب اور موجبات معلوم کرکے بچے کی مناسب اصلاح کی جائے؛

چوری کی اقسام چوری دو قسم کی ہوتی ہے ایک چوری خالصاً چوری کی غرض سے کی جاتی ہے۔ اور دوسرے چوری کسی اور مقصد کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اول الذکر قسم میں خود چوری ہی مقصود بالذات ہوتی ہے۔ مثلاً بچے نے کوئی خوبصورت چیز کسی کے گھر میں پڑی دیکھی۔ اور اسکو لینے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اب اسکو خوب معلوم ہے کہ یہ چیز میں خرید نہیں سکتا۔ یا والدین کی مالی حیثیت سے بالا ہے۔ یا مثلاً وہ دکان سے مل تو سکتی ہے۔ مگر اسکے لئے انتظار کرنا پڑیگا اور جیب خرچ میں سے نقدی بچانی پڑیگی۔ مگر وہ اس جذبہ سے مغلوب ہوکر چوری کرکے اپنی خواہش کو پورا کرلیتا ہے۔ اگر وہ اپنی پہلی کوشش میں کامیاب ہو جائے اور وہ پکڑا بھی نہ جائے تو پھر وہ اسی طریق سے اپنی دیگر ضروریات بھی پوری کرلیتا ہے۔ خوش قسمتی سے بہت کم بچے اس گروہ میں داخل ہیں؛

(۲) اکثر بچوں میں چوری کسی اور مقصد کے حصول کا ذریعہ ہوتا ہے۔ مسروقہ چیز اسکے نزدیک محض ایک ہتھیار ہوتا ہے۔ جسکو وہ اصل مقصد کے حصول کے لئے استعمال کرتا ہے۔ بعض دفعہ بچوں کو خود بھی علم نہیں ہوتا۔ کہ وہ کس جذبہ کے ماتحت چوری کرتے ہیں۔ ایسے بچوں میں ڈاکٹر کے لئے بھی انکا فعل ایک علمی معمہ ہوتا ہے۔ اور انکے موجبات کو معلوم کرنے اور انکے ازالہ کے لئے بہت حکمت عملی اور ہوشیاری سے کام لینا پڑتا ہے؛

چوری کے موجبات کئی ایک مقاصد ہیں جنکے حصول کے لئے بچے چوری کرتے ہیں۔ انکے بعض جذبات رکے پڑے ہوتے ہیں یا انکے جذبات اور ماحول کی ناموافق فضا کے درمیان تصادم ہو رہا ہوتا ہے۔ اور اسی تصادم سے بچنے کے لئے وہ چوری کی پناہ لیتے ہیں؛

(۱) **بدلہ لینے کیلئے** بعض بچے بدلہ لینے کے لئے چوری کرتے ہیں۔ ایک ۹ سالہ لڑکی دوسری طالبات کے ڈیسکوں میں سے معمولی نقدی چرا لیتی۔ تحقیقات پر معلوم ہوا کہ وہ اس نقدی یا مسروقہ اشیاء کو ضائع کردیتی ہے۔ اور صرف ان لڑکیوں کے

احوال چراتی ہے جو اسکو دق کرتی اور ستاتی ہیں۔ پس بدلہ کی نیّت سے نہ ذاتی استعمال کے لئے وہ چوری کرتی۔ اس کی مرض کی اصلاح یُوں ہوئی کہ اس کی گھر میں زیادہ خاطرداری کی گئی۔ غذا اچھی۔ اور لباس اعلیٰ دیا گیا۔ اسکے ماحول کی فضا کو سکول تبدیل کروا کر بدل دیا گیا۔ جہاں کوئی اس کو دق کرنے اور ذلیل کرنے والی لڑکی نہ تھی۔ چند دنوں کے بعد اسکی یہ عادت دُور ہو گئی۔

(۲) **حسد** } بعض بچّے حسد کی وجہ سے چوری کرتے ہیں۔ مگر یہ جذبہ ایسا مخفی محرّک ہے کہ اس کا معلوم کرنا بہت مشکل ہے۔ ایک لڑکی نے سکول کی طالبات اور ہمسایوں کو بہت دکھ دیا۔ وہ ہمیشہ چھوٹی لڑکیوں کے کپڑے۔ کان کی بالیاں کانٹے وغیرہ چرا لیتی۔ اور پھر ان کو چھپا دیتی یا توڑ دیتی۔ خود استعمال نہ کرتی۔ اسکے علاوہ ایک خصوصیّت اس میں یہ تھی کہ وہ صرف اپنی ہم عمروں کی اشیاء چُراتی۔ اور جب کبھی سکول میں اسکی ہم جماعت طالبات نئے کپڑے یا زیور پہن کر آتیں۔ اس دن وہ خصوصیّت سے زیادہ چوری کرتی ؛

علاج } اس عادت کی روک تھام یوں ہے۔ کہ والدین کو چاہیئے کہ اپنے بچّوں کی خوراک اور انکا لباس وغیرہ اسکے ہمجولیوں کی سوشل حالت کے مطابق رکھیں۔ امیروں کے بچّوں میں غریب لوگوں کے بچّے شامل نہ ہوں۔ ہر ایک طبقہ کے بچّے اپنے اپنے حلقہ کے اندر تعلقات قائم کریں۔ ہاں اگر کسی غریب آدمی کے بچّے کا بطور شاذ کے امیر کے بچّے کے ساتھ تعلق ہو (مثلاً وہ تقویٰ کی وجہ سے امیر کا مقرب ہو) تو اس صورت میں بچّے کو سمجھا دیا جائے کہ ہم غریب ہیں اس لئے امیروں کا مقابلہ خوراک پوشاک وغیرہ میں نہیں کر سکتے ؛

(۳) **انبوہ کے ساتھ بہادری کا مظاہرہ** } بعض بچّے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ مل کر محض بہادری کا مظاہرہ کرنے کے لئے چوری کرتے ہیں۔ انکے لئے یہ کام بطور شغل یا کھیل کے ہوتا ہے۔ اس گروہ میں عموماً ناقص العقل بچّے شامل ہوتے ہیں۔ انکا علاج یہ ہے کہ انکی اس طاقت کو دوسرے مفید اور سوشل راستوں میں منتقل کر دیا جائے۔ ان بچّوں کی حالت کا علم جلد سے جلد ہونا ضروری ہے ورنہ وہ اس کام کو بطور پیشہ شروع کر دینگے۔ اس کے لئے انکو صالحین کی صحبت میں رکھنا نہایت ضروری ہے ؛

گو اوپر کی مثالوں میں چوری کسی اور جذبہ سے متاثر ہو کر کی جاتی ہے۔ مگر یہی فعل جب بار بار کیا جائے تو اسکی ابتدا خواہ کسی اور جذبہ کے ماتحت ہی ہوئی ہو۔ بعد میں دوہرانے سے عادت بن جاتا ہے۔ اور وہ محض چوری کی نیت سے چوری کرنے لگ جاتے ہیں۔ پس فوری اصلاح کی سخت ضرورت ہے ؛

(۴) **ادنیٰ پن کے احساس سے** } عمر کے پہلے۔ ا سال میں ادنیٰ اور نالائق ہونیکا احساس کئی بچّوں میں ہوتا ہے۔ جس کا ازالہ وہ چوری اور جھوٹ سے کرتے ہیں ایک بچّہ جو بہت اچھا تھا اچانک گھر سے نقدی چُرانے لگ پڑا۔ اس کا یہ طریق تھا کہ مٹھائی وغیرہ خرید کر دوستوں میں تقسیم کر دیتا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کا ایک بڑا بھائی جو زیادہ ہوشیار چالاک اور بچّوں میں مقبول تھا۔ وہ اسکو ہر وقت چھیڑتا اور دق کرتا رہتا۔

KHILAFAT LIBRARY

چھوٹے بچے نے یہ سوچا کہ یوں کسی فن میں کمال دکھا کر تو شہرت حاصل کرنا مشکل ہے۔ چلو بچوں میں مٹھائی تقسیم کر کے ہی ہر دل عزیزی حاصل کریں۔ پس اس نے اپنی کمزوری اور ادنیٰ پن کو دور کرنے کے لئے چوری شروع کر دی۔ اس بچے کو بڑے بھائی سے الگ کر دیا گیا۔ اور اس کو دوسرے شہر میں نئی فضا میں آزاد مقابلہ کا موقع دیا گیا۔ وہاں کوئی اسکو ذلیل کرنیوالا نہ تھا اس لئے اس نے ہمت کر کے اپنی طاقتوں کی نشو و نما کر لی۔ اور واپس آکر وہ ہمجولیوں سے مقابلہ کرنے لگ گیا۔ اور یہ عادت بھی دور ہو گئی؛

KHILAFAT LIBRARY

امریکہ کے ایک سکول میں یہ انتظام تھا کہ تمام بچے تفریح کے وقت دودھ پینے جاتے۔ جس کے لئے وہ ۲۰ سینٹ (۹ آنے) فی ہفتہ ادا کرتے۔ ایک لڑکا غریب تھا۔ جب تمام بچے دودھ پینے جاتے تو وہ کلاس روم میں اکیلا بیٹھا رہتا۔ جس سے اسکو سخت شرم آتی۔ اس نے اس "ذلت" کے احساس کو دور کرنے کے لئے والدہ کی میز سے ۵ ڈالر (۱۵ روپیہ) چرائے۔ اور انکو سینٹ میں تبدیل کروا لیا۔ دوسرے دن اس نے دو اور غریب بچوں کو ساتھ لیکر اپنی اور انکی فیس داخل کر کے دودھ پینا شروع کر دیا۔ اُستاد کو معلوم تھا کہ اسکی والدہ غریب ہے اور اس میں بچے کو اتنی رقم دینے کی توفیق نہیں۔ اس نے رپورٹ کر دی۔ تحقیقات پر معلوم ہوا کہ اس نے والدہ کی نقدی چرائی ہے۔ اسی طرح ایک سکول میں کفایت شعاری کی انجمن بنائی گئی (جسکو تھرفٹ سوسائٹی کہتے ہیں)۔ بچوں کو ترغیب دی گئی کہ جیب خرچ میں سے جتنا بچا سکو لا کر سکول کے بنک میں داخل کراؤ۔ انکو تحریص دینے۔ حوصلہ افزائی کرنے اور مقابلہ کی سپرٹ پیدا کرنے کے لئے ہر روز بلیک بورڈ پر لڑکوں کے نام مع رقوم لکھے جاتے۔ ایک غریب لڑکا تھا اس کا نام ہر روز فہرست میں سب سے نیچے ہوتا جس سے اسکو بہت شرم آتی۔ اس نے اس "ذلت" کے احساس کو دور کرنے کے لئے گھر سے نقدی چرا کر بنک میں جمع کروا دی۔ دوسرے دن یک لخت اس کا نام سب سے اوپر آ گیا۔ اُستاد کو شک پڑ گیا تحقیقات پر معلوم ہوا کہ چوری کر کے رقم لایا تھا؛

اُستادوں کا فرض۔ (۱) چاہیئے کہ سکول میں کوئی ایسی اقتصادی یا سوشل تحریک نہ کی جائے۔ جس میں ہر طبقہ کے بچے شامل نہ ہو سکیں۔ اور اگر کوئی ضروری ہو۔ تو غریب بچے کو سمجھا دیا جائے۔ کہ یہ کوئی ذلت کی بات نہیں ہے۔ یا مثلاً دودھ پینے والے واقعہ میں بھی یوں کیا جاتا کہ غریب بچوں کو سکول کی طرف سے دودھ دے دیا جاتا؛

(۲) اگر کوئی اقتصادی تحریک کرنی ہو تو اسکو اس طرح پر نہ بڑھایا جائے۔ اور نہ ہی ایسے مقابلہ کی روح پیدا کی جائے۔ جس کے نتیجہ میں غریبوں کو ندامت ہو۔ گو کفایت شعاری کی عادت اچھی ہے۔ مگر یہ ایسے طریق پر نہ ہو کہ غریبوں کو چوری سکھا دے؛

(۵) **عصبی تصادم کا نتیجہ** بعض دفعہ بچوں میں چوری کی عادت کسی ایسے عصبی یا ذہنی تصادم کا نتیجہ ہوتی ہے جس کا

تعلق اسکے خاص اعضاء سے ہو۔ مثلاً بعض بچے جب اپنے ہاتھوں اپنی طاقت کو خوب ضائع کر لیتے ہیں۔ اور اس کے نتیجے میں کمزوری ضعف اور ذلت اور ناکامی کا احساس ہونے لگتا ہے تو پھر وہ چوری شروع کر دیتے ہیں ÷

(۶) والد کی امداد کی غرض سے بعض دفعہ بچہ کسی نیک ارادے سے چوری کرتا ہے۔ مثلاً والدین کو اپنی کمائی دینے کا شوق۔ ایک بچے نے گھر سے پندرہ روپے چرا لئے۔ دوسرے دن بولا۔ میں سکول کے وقت کے بعد ایک دوکان پر کچھ کام کرتا ہوں۔ چنانچہ ہر روز شام کو گھر آتا۔ اور ایک ہفتہ کے بعد ۱۵ روپے والدہ کو آکر دیدیئے۔ والدہ بہت خوش ہوئی۔ مگر آخر بات کھل گئی۔ جب پوچھا تو بولا کہ میں چاہتا تھا کہ میں بھی والد کی طرح کنبہ کے اخراجات کا متحمل ہوں÷

مال کا مالک بناؤ اصل طریق یہ ہے کہ بچے کو بچپن میں مال کا مالک بنایا جائے۔ اور اسکو مال تقسیم کرنا اور خرچ کرنا سکھایا جائے کچھ مال بچانا اور جمع کرنا بھی سکھاؤ۔ پھر اسکو کہو کہ اب اس مال میں سے تو بھی چندہ میں حصہ لے تا کہ اسکے اندر قومی خدمت کا احساس پیدا ہو جائے۔ اسی طرح اسکے اندر اپنے اور غیر کے اموال میں امتیاز کا مادہ پیدا ہوگا۔ خود غرضی کی بھی اصلاح ہوگی۔ ہمدردی تعاون وغیرہ بھی سیکھیگا۔ مال خرچ کرنے کی اہمیت اور کفایت شعاری کا مادہ بھی پیدا ہوگا ÷

بعض والدین بچوں کو بالکل پیسہ نہیں دیتے۔ کہتے ہیں بچے خراب ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ طریق غلط ہے۔ اس طرح وہ دوسروں کے محتاج رہتے ہیں۔ اور اگر خود بازار سے ہر شے لاکر آگے دی جائے تو گویا اس طرح وہ دوسروں کا منہ نہ دیکھینگے۔ مگر ان میں مال کو خرچ کرنے اور اچھی یا بری شے میں تمیز کرنیکا مادہ پیدا نہ ہوگا ÷

بعض ضروریات سے بڑھ کر پیسے دے دیتے ہیں یہ بھی افراط کی راہ و فضول خرچی کا طریق ہے ÷

چوری کی عادت چھڑانے کے طریق (۱) چونکہ اسکے موجبات اور محرک مختلف ہیں اس لئے علاج بھی ایک نہیں ہو سکتا۔ اصولی علاج یہ ہے کہ ان کے اس فعل کے موجبات معلوم کیئے جائیں اور انکی اصلاح کی جائے اسکے قصور کو چھپاؤ نہیں۔ اور نہ ہی اسکو ذلیل کرو۔ بلکہ دلیری سے اس عادت کا مقابلہ کرنیکی اس کو تلقین کرو۔ اور اس مقابلہ میں اس کی امداد اور حوصلہ افزائی کرو ÷

(۲) اگر چوری کسی دوکان سے کی ہو۔ تو بچے کو کہو کہ یہ چیز واپس دیکر آؤ۔ اور معافی بھی مانگو۔ اگر واپس کرنا ناممکن ہو مٹھائی تھی جو اس نے کھا لی۔ تو پھر اس کی قیمت ادا کر دو۔ مگر یہ جرمانہ بچے کے جیب خرچ میں سے کاٹ کر ادا کرو۔ تا اسکو سزا کا احساس ہو۔ مگر اس میں چند احتیاطوں کی ضرورت ہے۔ مثلاً یہ کہ جیب خرچ اتنا نہ کاٹو کہ اسکو بالکل مفلوک الحال کردو۔ ورنہ وہ پھر چوری کرکے کمی پوری کر لیگا۔ بلکہ کچھ کم دو۔ جس سے اسکو کچھ دقت معلوم ہو۔ اور وہ محسوس کرے کہ اگر مثلاً چوری نہ کی ہوتی تو فلاں زیادہ قیمتی چیز لے سکتا تھا۔ مگر اب مشکل ہے۔ جیب خرچ کم ہے ÷

دوسرے دوکاندار کو بھی بچّے کی معافی مانگنے سے اتنا متاثر نہ ہونے دو کہ وہ کہدے کہ چلو جی جانے دو۔ بچّہ ہے۔ مَیں مال واپس نہیں لیتا۔ اس طرح بچّہ خیال کریگا کہ یہ معمولی بات تھی۔ دوکاندار کو کہدو کہ اصلاح کے معاملہ میں لحاظ نہیں۔ تم بھی دل کو سخت رکھو اور مال واپس لے لو۔ ورنہ یہ بچّے پر ظلم ہوگا *

تیسرے بچّے کو یہ بھی احساس نہ ہونے دو کہ والدین کو اب میرے پر اعتبار نہیں رہا۔ مثلاً اگر بازار سے سودا لانے کے لئے روپیہ دیا گیا۔ اور اس نے باقی پیسے کھا لئے۔ تو آیندہ کے لئے صرف جیب خرچ کم دینا کافی ہے۔ اس سے سودا منگوانا بند نہ کردو *

چوتھے۔ بچّے کے جذبات شرم و ندامت کو زیادہ جنبش نہ ہو۔ اگر چوری میں پکڑا جائے۔ تو یہ نہ کہو۔ کہ تم نے ہم کو برباد کر دیا ہے۔ باپ کی عزّت خاک میں ملا دی ہے ماں کو ذلیل کروایا ہے۔ ان باتوں کا اسپر کوئی اثر نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اسکو کہو۔ کہ یہ کام اچھا نہیں۔ تم کو تمدّنی زندگی میں اس عادت کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہوگا۔ لوگ تم پر اعتبار نہ کرینگے۔ کوئی پاس بیٹھنے نہ دیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ اس فعل سے خدا تم سے محبّت نہ کریگا۔ وہ تمھارے سب افعال کو دیکھتا ہے۔ اس سے چُھپ کر کہاں جاکر چوری کروگے *

(۳) اگر چوری حسد کی وجہ سے ہو۔ یا بدلہ کی نیّت سے ہو۔ تو اصل جذبہ اور محرّک کا علاج کرو۔ چوری محض علامت ہے *

(۴) اگر کسی کا باپ بھی مثلاً چور تھا۔ اور بچّہ جب چوری کرنے لگے تو والدہ کہدیتی ہے یہ موروثی نقص ہے اسکی اصلاح ناممکن ہے۔ انکو معلوم ہونا چاہیئے کہ کوئی جسمانی یا اخلاقی مرض بنا بنایا ورثہ میں نہیں ملا کرتا۔ فطرت ہر ایک کی نیک ہے۔ صرف بُرائی کی طرف میلان ہوجاتا ہے جو زنگ کی مانند ہے۔ اور جو تربیت اور نیک نمونہ اور اچھی صحبت سے فوراً اُتر سکتا ہے۔ پس کوشش ضرور کرنی چاہیئے *

اگر والدین بچّوں کے ان نقائص کا مقابلہ صاف گوئی سے اور کُھلے طور پر کریں۔ تو ان چوری وغیرہ عادات کا علاج آسان ہے۔ ایسے حالات میں زیادہ فکر نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ بچپن میں اصلاح بہت آسان ہے۔ واضح ہو کہ بدنی سزا دیکر اس عادت کو چھڑانے کی کوشش اسقدر مضر ہے کہ اسکی مخالفت کیلئے میرے پاس کافی الفاظ نہیں *

نگرانی کی ضرورت

اگر والدین بچّوں کی روزمرّہ کی حرکات کا علم رکھیں۔ اور انکی پوری پوری نگرانی کریں۔ یہ تو ناممکن ہے کہ کوئی عادت ان میں اتنی راسخ ہوجائے کہ اسکو لاعلاج سمجھا جاسکے۔ اور تم کو اسکا علم بھی نہ ہو۔ جتنی جلدی ہوسکے بچّوں کے میلان طبع کو معلوم کرو۔ تاکہ اسکا علاج جلد کیا جائے۔ اور ناموزون میلان کی جگہ اچھی عادات ڈالی جاسکیں۔ اگر کوئی ماں یا باپ یہ کہے کہ میرا فلاں بچّہ ۳ سال سے چوری کر رہا ہے مگر مجھ کو آج علم ہُوا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے فرائض کو پوری طرح ادا نہیں کررہے ورنہ پوری نگرانی میں کوئی وجہ نہیں کہ انکو جلد علم نہ ہو۔ اسی طرح وہ والدین جو نقص تو معلوم کرلیتے ہیں مگر عقلمندی اور جرأت کے ساتھ اسکا مقابلہ نہیں کرتے وہ بھی اولاد پر ظلم کرتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ بچّوں کے اخلاقی امراض کی اصلاح میں کامیاب ہوں

KHILAFAT LIBRARY

تو ان نقائص میں عقل مندی اور سنجیدگی سے کام لیں - اور بچوں کی روز مرہ کی حرکات میں دلچسپی لیں - اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے دیانتداری سیکھیں تو سب سے پہلے خود اس پر عمل کر کے انکے سامنے نیک نمونہ پیش کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے - آمین - والسلام

خاکسار خادم (ڈاکٹر) محمد شاہ نواز - از جوگیندر نگر

فلسفۂ اتحاد و اتفاق

اتفاق اور اتحاد ایسے دو لفظ ہیں جنکے معنی سب جانتے ہیں - اور ان کی عمدگی اور ضرورت پر بھی سب قومیں اور سب مذاہب متفق ہیں - اور اگر قرآن مجید کو غور سے پڑھا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ اسلام کے اہم مسائل کا یہ مرکز ہے - اور اسلام کا سب سے اہم اور پہلا مسئلہ توحید بھی اسی اتفاق اور اتحاد کے پیدا کرنیکا نہایت ضروری اور قوی تر ذریعہ ہے اور ادیان متفرقہ کے پیچھے چلنا حقیقی تفرقہ کی جڑ ہے یہی وجہ ہے کہ اسی نے اپنے بندوں سے اپنے نبی یعقوب علیہ السّلام کے ذریعہ نَعۡبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآءِكَ اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا کا عہد لیا۔ یعنی انہوں نے یہ عہد کیا کہ ہم تیرے معبود اور تیرے بزرگوں ابراہیم اور اسحٰق کے ایک ہی معبود کی عبادت کرینگے۔

اور پھر دوسرا عہد وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا لیا اور یاد کرایا کہ اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان اور فضل ہے کہ پہلے جو تم آپس میں دشمن ہو چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈالدی پھر تم اسکے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے - اور پھر ایک اور نبی کی زبانی (یَا صَاحِبَيِ السِّجۡنِ ءَاَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَيۡرٌ اَمِ اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ) کا وعظ کرواکے تفرقہ کی جڑھ کاٹتا ہے اسیطرح سب انبیاءؑ اور سب کتابوں کا ماننا اتفاق و اتحاد کا موجب ہے اور بعض کو ماننا اور بعض کو نہ ماننا شدید ترین تفرقہ کا باعث ہے ؛

(۲) اسی طرح سب نیک اعمال اتفاق و اتحاد کے موجب ہیں - اور سب بُرے اعمال باعث تفرقہ ہیں - ماں باپ کی خدمت اقربار کے ساتھ نیک سلوک اور پڑوسیوں کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ - مساکین اور غربا، مسافروں اور یتیموں کو اپنے مال سے دینا اور مصیبت زدوں کی تکالیف کو دور کرنا اتفاق و اتحاد کے موجب ہیں ؛

اور والدین کی نافرمانی عقوق اور اقربا سے قطع رحم - اور پڑوسیوں سے جنگ و جدال اور دوسروں کا مال چوری کرنا اور دیگر ممنوع طریقوں سے لینا کسی سے ناجائز تعلق پیدا کرنا - کسی کو گالی دینا یا غیبت کرنا یا اسکی نسبت چغلی کھانا یا اسپر بہتان باندھنا اور الزام لگانا تفرقہ کے یقینی بواعث ہیں ؛

پس اس سے صاف اور کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ قرآنی اوامر و نواہی کے مقاصد اور علل و اسباب اور اغراض و غایات میں سے اتفاق و اتحاد کا پیدا کرنا اور

تشتت اور تفرقہ کا روکنا اور مٹانا ہے *

پس جب اتفاق و اتحاد اسلامی مسائل کی روح ہے تو اس بات سے اس کی اہمیت اور ضرورت کا ایسا ثبوت ملتا ہے کہ اس کے بعد کسی اور دلیل کا پیش کرنا نہ ہی ضروری رہتا ہے نہ ہی مناسب معلوم ہوتا ہے *

ہر ایک انسان یہی چاہتا ہے کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو اور اپنے دشمنوں پر غالب ہو جو اس کے مقاصد کے حاصل کرنے میں روک ہوتے ہیں۔ اور سب دنیا جانتی ہے کہ انبیاء کے مقاصد بھی اعلیٰ ہوتے ہیں اور ان کے دشمن بھی قوی ہوتے ہیں کیونکہ جہلاء اور علماء غرباء اور امراء اور بادشاہ و رعایا سب ان کی مخالفت میں جمع ہوتے ہیں۔ اور حضور سرور کائنات صلعم کا مقصد سب سے بالا تھا کیونکہ اور تمام انبیاء ایک ایک قوم کی طرف معمولی روحانی ترقی کے لئے آئے تھے۔ مگر حضور سرور کائنات صلعم اکمل و ارفع ترین روحانی و دنیوی ترقی ساری اقوام کو دلانے کیلئے آئے۔ اور قرآن شریف اس اعلیٰ اور ارفع بے مثل کامیابی اور فتح کا آخری اور بنیادی سبب اسی اتفاق اور اتحاد کو قرار دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے (ھو الذی ایدک بنصرہ و بالمؤمنین و الف بین قلوبھم) یعنی کامیابی خدا کی تائید اور نصرت سے ہوتی ہے اور وہ تائید اور نصرت کس طرح ہوئی فرمایا یوں کہ مومنوں میں خدا نے الفت یعنی اتفاق و اتحاد پیدا کر دیا۔

پس جبکہ حضور سرور کائنات صلعم کی کامیابیاں اور فتوحات جس کی نظیر پیش کرنے سے ساری دنیا عاجز ہے اتفاق و اتحاد کی طفیل ہیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں اسکو بیان فرماتا ہے تو پھر کسی طرح مناسب نہیں کہ میں اس اتفاق و اتحاد کی اہمیت اور ضرورت کے اثبات میں آپکا زیادہ وقت صرف کروں۔ قرآن مجید نے تو جس طرح ثبوتی طور پر اتفاق و اتحاد کا کامیابی اور فتح کے لئے سبب ہونا فرمایا ہے اسی طرح نفیاً بھی اسکو بیان فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے واطیعوا اللہ و رسولہ و لا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم۔ پس قرآن شریف نے جب دونو طریق سے اس کا موجب کامیابی اور فتح ہونا ثابت کر دیا ہے تو اس کے بعد جو بات مجھے ضروری بتانی ہے وہ یہ ہے کہ جب ہر کامیابی اور ہر فتح کے لئے ضروری ہے اور سب اسکو چاہتے ہیں بلکہ عموماً سب ہی چاہتے ہیں کہ ہمارے کنبہ میں یا جماعت میں یا قوم یا ملک میں یا باہم مذہبوں میں اتفاق و اتحاد ہو جائے تاکہ ہم کامیاب اور فاتح ہو جائیں مگر اتفاق اور اتحاد پیدا نہیں ہوتا اور جو سعی بھی کرتے ہیں وہ لاحاصل اور بے نتیجہ ثابت ہوتی ہے تو ضرور کوئی وجہ ہے پس یہی چیز ہے جسکو میں اس وقت بتانا چاہتی ہوں میں نے بتایا ہے کہ سب اتفاق و اتحاد کے معنی جانتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کا دعویٰ تو ہے کہ وہ جانتے ہیں لیکن درحقیقت وہ نہیں جانتے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ لوگ اس کی حقیقت یہ سمجھتے ہیں کہ سب اختلافات کو مٹانے سے اتفاق و اتحاد پیدا ہوتا ہے یہ غلط ہے کیونکہ

علاوہ ناممکن بھی ہے۔ مثلاً مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد و اتفاق کا اگر یہ مفہوم لیا جائے کہ وہ سب اختلافوں کو مٹا کر ایک ہو جائیں تو یہ بالکل ناممکن الوقوع ہے کہ شیعہ اپنے اعتقادات کو ترک کر کے سُنّی یا سُنّی اپنے اعتقادات کو ترک کر کے شیعہ بنجائیں یا دونو اپنے اپنے اعتقادات کو ترک کر کے نئے اعتقادات پر اتفاق کر لیں۔ پس یہی وجہ ہے کہ کہیں اتفاق پیدا نہیں ہوتا حالانکہ سب اتفاق اتفاق پکار رہے ہیں کیونکہ جسے حقیقت میں اتفاق سمجھے ہوئے ہیں۔ ناممکن الوقوع ہے ؛

قرآن مجید نے بھی اس حقیقت کو بہت سی مقامات پر بیان فرمایا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھایا کہ باوجود اختلافات کے یگانگت کس چیز میں ہونی چاہیئے چنانچہ فرماتا ہے قل یا اهل الکتاب تعالوا الیٰ کلمةٍ سواءٍ بیننا و بینکم یعنی اے اہل کتاب بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اہل کتاب عرفاً نصاریٰ یہود کو کہا جاتا ہے اور وہ دونو مسلمانوں سے بہت امور میں مختلف ہیں خصوصاً یہود تو وہ ہیں جن کو قرآن کریم نے اشد الناس عداوةً مسلمانوں کے لئے فرمایا ہے۔ پس باوجود اختلافات کثیرہ کے ان کو اتحاد بالمسلمین کی طرف بُلاتا ہے تو کس بات میں صرف اس بات میں جو اہل اسلام اور ان کے درمیان برابر ہے اور وہ یہ ہے ان لا نعبُدَ الّا اللّٰہ ولا نُشرِکَ بِہٖ شیئاً۔

یعنی ہم اللّٰہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں۔ اگر اہل کتاب اس بات پر تیار ہو جائیں کہ وہ اللّٰہ کی عبادت کرینگے اور اس کے ساتھ شریک نہ ٹھیرائینگے تو باوجود اندرونی تنازعوں کے ان میں اتفاق اور اتحاد قائم ہو جائیگا اور یگانگت کی رُوح پیدا ہو جائیگی۔ اس زمانے میں اگر مسلمانوں کی حکومت ہو جائے تو باوجود اہل الکتاب کے ملنے اور مسلمانوں کے اندر ہی ۷۲ فرقے ہونے کے پھر بھی وہ مسلمانی حکومت ہی کہلائیگی کیونکہ وہ ایک بات پر قائم ہیں اور متفق ہیں اور ان کے اندر یگانگت قائم ہے اگر وہ اس بات کو مان کر قائم ہو جائیں تو ضروری ہے کہ ان کے اندر یگانگت کی وجہ سے محبّت، اُلفت۔ اُنس، جاذب اور ایکدوسرے سے سلوک کرنا اور غمخواری پیدا ہو جائے تو اسکے ذریعہ ہم سب جلدی دنیوی دینی مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں ورنہ ناممکن ہے۔ لہٰذا میں تہ دل سے بدرگاہِ ایزدی نہایت عاجزی سے دُعا مانگتی ہوں کہ اللّٰہ ہمیں اور ان کو جو اتفاق اور اتحاد کے حامی ہیں اپنے فضل اور رحم سے اس کو سمجھنے اور اس پر چلنے اور عمل پیرا ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

واٰخرُ دَعوٰنَا اَنِ الحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین والصّلوٰۃُ والسَّلامُ علیٰ رسُولہ الامین

ثم آمین

KHILAFAT LIBRARY

انفلوئنزا

(۱) پہلے وقتوں میں لوگ اسے معمولی بیماری سمجھتے تھے مگر آجکل اسکے نام سے ڈرتے ہیں۔ سب کو معلوم ہے۔ کہ چند سال ہوئے۔ اس بیماری سے ہندوستان اور دیگر اقطاع کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ لاکھوں آدمی مر گئے شہر اور گاؤں اُجڑ گئے۔ یہ بھی متعدّی بیماری ہے ؀

(۲) **علامات**۔ زکام۔ کھانسی۔ گلے کا درد۔ بخار۔ دردِ سر ہوتا ہے۔ اور چھاتی پر بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ اس بیماری میں پھیپھڑوں کے خراب ہونے کا ڈر ہے۔ بہت پسینہ آتا ہے۔ جسم کمزور ہو جاتا ہے ؀

(۳) **تحفّظ**۔ مریض کو کُھلے کمرے میں رکھنا چاہیئے جہاں ہوا کی آمد و رفت کافی ہو۔ لیکن مریض کو سردی سے بچانا چاہیئے۔ اس واسطے ہمیشہ گرم کپڑا پہنائے رکھو مریض کو اُٹھنے نہ دو۔ کیونکہ اس میں ایسی کمزوری ہوتی ہے۔ کہ زیادہ اُٹھنے سے دل کی حرکت بند ہونیکا ڈر ہے۔ زکام اور پھیپھڑوں کا ورم دُور کرنے کیلئے گرم پانی کی بھاپ مفید ہے۔ اگر حلق خراب ہو۔ تو غرارے کرنا اچھا ہے۔ معمولی زکام کھانسی بخار میں اتنا ڈر نہیں۔ لیکن اگر بڑھ جائے۔ تو فوراً ڈاکٹر یا حکیم کو بُلانا چاہیئے ؀

KHILAFAT LIBRARY

(۱) **ہیضہ**۔ اس بیماری کا زہر دودھ پانی اور خوراک سے جسم کے اندر داخل ہوتا ہے۔ یہ بھی متعدّی بیماری ہے مگر چھُوت کی بیماری نہیں۔ حفاظت سے تیمارداری کرنا چنداں خطرناک نہیں۔ صرف احتیاط رکھو۔ کہ اسکے کپڑے اِدھر اُدھر کھانے پینے میں نہ چلے جائیں ؀

(۲) **علامات**۔ چاول کی پیچ جیسے سفید دست اور قے پیاس کی شدّت پیاس کا رُک جانا آنکھوں کا بیٹھ جانا۔ ہاتھ پاؤں کا اینٹھنا۔ بےچینی۔ نبض کا دھیما پن بیحد کمزوری میں یہ سب علامتیں ظاہر ہوتی ہیں ؀

(۱) روک۔ دست آنے پر سلفیورک ایسڈ۔ ایرومیٹک پانی میں گھول کر دیا جائے ؀

(۲) کافور کا عرق چینی پانی میں پانچ سے ۲۰ بوند دینے میں فائدہ ہوتا ہے ؀

(۳) پوٹاس پرمینگینٹ کی گولی ؀

(۴) کلوروڈین دس سے بیس بوند تک پانی میں دے سکتے ہیں ؀

میری عزیز بہنو! مَیں نے ہیضہ اور انفلوئنزا کا علاج معاون الصحت سے دیکھ کر لکھ بھیجا ہے۔ کیونکہ اس مرض کا آجکل ہمارے لاہور میں زیادہ زور ہے ؀

خاکسار آمنہ بی بی بنت میاں محمدؐ صاحب نقشہ نویس

یکم اکتوبر کے پرچہ مصباح میں سے مندرجہ ذیل معمّہ حل کر کے ارسال کیا جاتا ہے۔ ہر طرف سے حاصل جمع ۱۷۵ ہے۔

۱	۱۲	۱۴	۳۳	۳۹	۳۲	۴۴
۳۱	۳	۲۱	۴۵	۳۸	۱۳	۲۴
۴۷	۲۲	۴۰	۵	۲	۳۶	۲۳
۳۴	۴۹	۱۶	۲۷	۲۶	۸	۱۵
۴۶	۳۵	۳۷	۱۷	۱۱	۱۹	۱۰
۹	۶	۴۳	۲۸	۱۸	۴۲	۲۹
۷	۴۸	۴	۲۰	۴۱	۲۵	۳۰

راقمہ زینت محمدؐ شاہ از منٹگمری

عورتوں کا ورثہ

یکم اکتوبر کے مصباح میں عنوان بالا پر محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ کا جو مضمون شائع ہوا ہے۔ میں ان صاحبہ کی دل و جان سے تائید کرتی ہوں۔ یہ تو بہت نیک اور مبارک رائے ہے۔ میرے دل میں تو اس حق تلفی کا اس قدر درد ہے۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ فارسی کا یہ مصرع میرے حسب حال ہے کہ

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد

لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں۔ کمزور مخلوق پر ہمیشہ ظلم ہوتا رہتا ہے۔ چونکہ عورت کمزور ہے۔ اسلئے اس پر یہ ظلم و ستم روا سمجھے جاتے ہیں۔ بہن موصوفہ نے کلام پاک کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن یہاں کلام کا جاننے والا کون۔ اور عمل کرنے والا کُجا۔ یہ تو صرف نام کے مسلمان ہیں۔ ان مسلمانوں کا تو جو کچھ ہوتا ہے۔ سب بیٹوں کا ہوتا ہے۔ تعلیم بھی اُن کے لئے۔ اور مال اور جائداد بھی اُن کے واسطے۔ لڑکیاں بچاری تو ایک ٹکڑا روٹی کھائیں۔ اور اُن کا کیا حق ہے۔ خوش قسمت لڑکیاں جو اچھی جگہ بیاہی جاتی ہیں۔ ان کو تو کچھ پروا نہیں۔ ہمدردی تو اُن بہنوں سے چاہیئے۔ جن کو بدقسمتی سے اچھی جگہ نہیں ملی۔ یا بالکل نہیں ملی۔ اور باپ کے گھر میں رہ گئی ہیں۔ اصلاح قوم یا ملک یہ تو بڑی بات ہے۔ ہر کسی کا کام نہیں۔ لیکن اگر اپنے اپنے گھر کی اصلاح کی جائے۔ تو بس یہی قوم اور ملک کی اصلاح ہے۔ شائد کہ ایک مسلمان کو اچھے کام کرتے دیکھ کر دوسرے کو بھی شوق ہو جائے لیکن کون کرتا ہے۔ درد کس میں ہے۔ اور مہر کس میں جب والدین کے دل میں بیٹیوں کی کسی حق کا خیال نہیں۔ تو بھائیوں کو کیا پڑی ہے۔ جو بہنوں کو حصہ دیں ؛

ہمارے ملک میں تو اس قدر حق تلفی ہوتی ہے۔ کہ مَیں بیان نہیں کر سکتی۔ بلکہ ہمارا حق بھی جائداد وغیرہ ہمارے بھائیوں کو دیا گیا ہے۔ اور دیا جاتا ہے۔ ہم کو معمولی زیور اور روٹی کپڑے کے سوا کچھ نہیں ملا۔ اور نہ ملنے کی اُمید ہے۔ حالانکہ ہم بے تعلیم اور غریب ہیں۔ اور بھائی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور خوب امیر ہیں۔ ہم اپنا حق خوب جانتے ہیں۔ کہ ہے۔ مگر ہم طلب نہیں کر سکتے۔ اگر ہم مانگیں۔ تو والدین ضرور جواب میں فرمائینگے۔ کہ ابھی تو ہم زندہ ہیں۔ اور اگر ہم خدانخواستہ نہ ہوں۔ تو بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر روٹی کھاؤ گی۔ خدا رزاق ہے۔ روٹی کپڑا تم کو دیگا۔ بے شک خدا رازق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اور غم نہ کرنا چاہیئے۔ لیکن کیا بھائیوں کا بھی خدا رزاق نہیں۔ مگر کون اتنی بات کر سکتا ہے ؛

ہم اپنے حقوق خوب اچھی طرح سے سمجھتے ہیں۔ اور خدا کی درگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ کہ اے خداوند تعالیٰ تو ہم کمزور ہستیوں کی مدد فرما۔ اور ہمارے حال زار پر رحم فرما۔ اے ماں باپ سے زیادہ مشفق و مہربان خدا تجھ کو اچھی طرح سے ہمارا حال معلوم ہے۔ ماں باپ کی تو وہ مثال ہے۔ کہ اگر بیٹے نے ایک قمیص پہنی ہے۔ تو چار اور پہننے کو دیتے ہیں۔ اگر ایک روٹی اِن کے پاس ہے۔ تو پانچ اور کھانے کو دیتے ہیں۔ اور لڑکی بیچاری بھوکی رہے یا ننگی پھرے پھٹا پُرانا ہو کچھ پروا نہیں کیونکہ خدا جو رزاق ہے۔ وہ دیگا زیادہ کیا عرض کروں۔ دل میں تو بہت کچھ ہے۔ لیکن مضمون طول پکڑ لیگا۔ اور فریاد بے فائدہ ہے ؛ والسلام فقط

دل پُر درد قانتہ بیگم کاکاخیل۔ پشاور چھاؤنی

ایک لڑکی کا ہولناک قتل

دیوی پر قربانی چڑھائی گئی

لاہور ۳ اکتوبر۔ عدالت عالیہ لاہور کے ڈویژن بنچ جس میں جسٹس ایڈیسن اور جسٹس ظفر علی کام کرتے ہیں، ایک عورت قتل کے الزام میں ماخوذ تھی اور اس پر مقدمہ یہ تھا کہ اس نے اولاد کی طلب میں ایک لڑکی کو چنڈی دیوی پر چڑھا دیا۔

واقعات اس طرح بیان کیئے جاتے ہیں کہ موضع دولت ضلع جالندھر میں ۲۵ سالہ عورت مسماۃ اسکیور اپنے خاوند منگل سنگھ کے ساتھ رہتی تھی۔ ۹ سال کے عرصہ میں وہ ایک بار حاملہ ہوئی اور اسقاط حمل ہوا۔ اُسے اولاد کی بڑی تمنا تھی۔ ایک سادھو نے ایک مرتبہ اسکیور کو دوا دی اور کہا چنڈی دیوی پر جلد قربانی چڑھائی جائے اور نو کنواریوں کو کھانا کھلایا جائے۔ دو ماہ بعد ایک لڑکی کو جس کی عمر چار سال کی تھی۔ اسکیور نے مٹھائی دی اور گلا گھونٹ دیا۔ اسکے بعد اُس نے مردہ لڑکی کے ہاتھ اور پیر گنڈاسہ سے علیحدہ کیئے۔ اور اسپر کھڑی ہو کر نہائی باقی حصہ جسم کو گھر کے ایک کونہ میں چھپا دیا تھا۔ رات کے وقت اُس نے خاوند سے یہ تمام واقعہ بیان کیا۔ جس نے اندھیرے میں اس مردہ لڑکی کو لیجا کر ایک کھیت میں ڈالدیا۔

ماتحت عدالت میں تو منگل سنگھ نے اقبال جرم نہیں کیا۔ لیکن سشن میں جاکر سرکاری گواہ بن گیا۔ چنانچہ سشن جج مسماۃ اسکیور کو دفعہ ۳۰۲ کے ماتحت پھانسی کی سزا دی لیکن عدالت عالیہ نے اس سزا کو حبس دوام میں تبدیل کردیا۔

باپ کے ہاتھوں بیٹی کا دردناک قتل

الہ آباد ۲۰ اکتوبر۔ سر گریم ووڈ میرس اور جسٹس کنگ کی عدالت میں مسمی پنّا لال پر اپنی ۶ سالہ لڑکی کو مار ڈالنے پر مقدمہ چل رہا ہے۔ پنّا کی عمر ۴۲ سال ہے وہ کھیتی کیاری کیا کرتا تھا۔ مگر ایک عرصہ سے بیکار رہنے کی وجہ سے افلاس کے ہاتھوں تنگ آچکا تھا۔ اور اسی لئے اس نے اپنی لڑکی کا خاتمہ کیا۔

ایک روز جنگل میں پنّا نے کشوری کو لکڑی سے بُری طرح مارنا شروع کیا۔ اس کے بھائی بھرت نے باپ سے بہت منت سماجت کی اور یہ سمجھ کر کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ غربت کے وقت میں جو بھی کم ہو اچھا ہے۔ اس نے کہا کہ اگر ایک چپاتی بھی روزانہ انہیں مل جایا کریگی تو بھائی بہن بانٹ کر کھا لیا کرینگے۔ پنّا لال نے لڑکے کی اس منت سماجت پر کچھ غور نہیں کیا۔ اور کشوری کو اسقدر مارا کہ چند منٹ میں وہ بیہوش ہو کر گر پڑی۔ لڑکی کی گردن سے برابر خون بہ رہا تھا۔ لاش کو اُسی جگہ چھوڑ کر پنّا اپنے گھر پر واپس چلا آیا۔ اور وہاں سے باپ بیٹوں نے ایک دوسرے گاؤں کا راستہ لیا جہاں وہ ایک عزیز کے ہاں ٹھیرے۔ چند گھنٹہ کے بعد یہ خبر پھیلی کہ چوکیدار ایک لڑکی کی لاش کو گھر گھر لئے پھر رہا ہے تاکہ اس کی شناخت کی جائے۔

رات کو پنّا مع اپنے لڑکے کے گاؤں سے نکل گیا۔ کشوری جسکو کچھ دیر کے لئے ہوش آگیا تھا اُس نے تمام واقعہ لوگوں کے سامنے بیان کردیا۔ جس پر پنّا لال کو گرفتار کیا گیا۔ عدالت میں لڑکی کے بھائی کے بیانات نے بھی اس کی تصدیق کردی۔

۱۵ اکتوبر کے علمی معمّوں کا حل

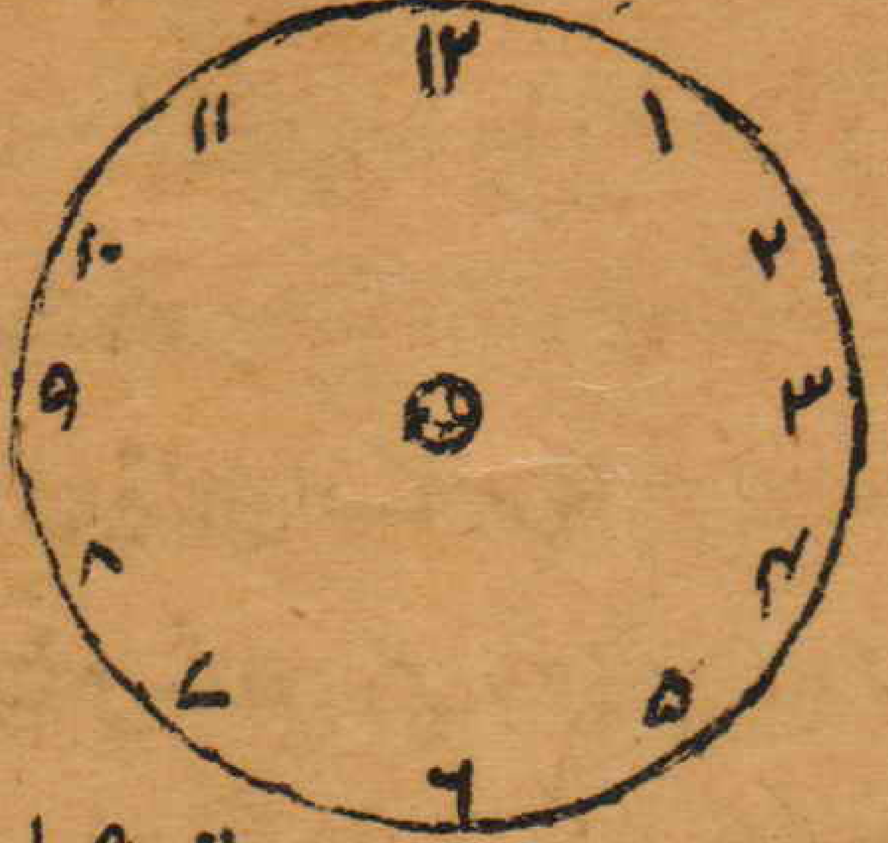

پہلے معمّے کے دو حصّے ہیں نمبر ۱ کا جواب یہ ہے۔ یہ شکل گھڑی کے ڈائل کی ہے جس پر ایک سے لیکر ۱۲ تک گھنٹوں کی تعداد کے ہندسے ہیں۔ اگر ان ہندسوں (۱ سے ۱۲ تک) کو جمع کیا جائے (۱ + ۲ + ۳ + ۴ + ۵ + ۶ + ۷ + ۸ + ۹ + ۱۰ + ۱۱ + ۱۲ + تو حاصل جمع ۷۸ ہو جاتے ہیں۔) اب سات ایسے حصّوں میں تقسیم کرنا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ چھ حصّوں میں سے ہر ایک حصّہ کے ہندسوں کا مجموعہ آپس میں برابر ہو۔ اور ساتویں حصّہ کے ہندسوں کے مجموعہ کے دو چند ہو۔ یعنی ساتویں حصّہ کے ہندسوں کا مجموعہ ہر ایک چھ حصّوں کے ہندسوں کے مجموعہ کے نصف ہو۔ دوسرے لفظوں میں ۱۳ نصف حصّوں میں تقسیم کرنا ہے۔ اب حاصل جمع ۷۸ ہندسوں کو ۱۳ پر تقسیم کیا جائے۔ تو ہر ایک نصف حصّہ کے ہندسوں کا مجموعہ ۶ رہ جاتا ہے۔ پس ۶ بڑوں حصّوں میں سے ہر ایک حصّہ کے ہندسوں کا مجموعہ (۱۲) ہُوا۔ اور ساتویں حصّہ کا مجموعہ ۶ ہُوا۔ اسلئے جواب ۱۲ اور ۶ ہُوا ٭

نمبر ۲ کا جواب یہ ہے :۔

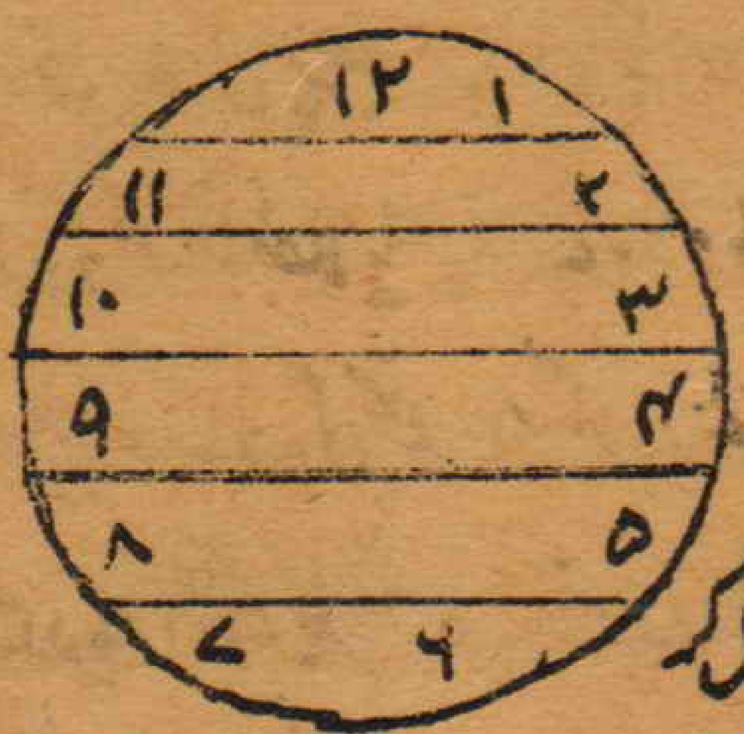

یہ گھڑی کے ڈائل کی شکل ہے۔ جس پر ایک سے لے کر ۱۲ تک گھنٹوں کی تعداد کے ہندسے ہیں۔ اب اس کو ۶ ایسے حصّوں میں لکیریں ڈال کر تقسیم کر دیا ہے کہ ہر ایک حصّہ کے مجموعہ کی تعداد برابر ہے۔ یعنی ۱۲ + ۱ = ۱۳ و ۱۱ + ۲ = ۱۳ و ۱۰ + ۳ = ۱۳ و ۹ + ۴ = ۱۳ و ۸ + ۵ = ۱۳ و ۷ + ۶ = ۱۳۔ اسی لئے جواب ۱۳ ہے جو ہر ایک حصّہ کے مجموعہ کی تعداد ہے ٭

دوسرے معمّے کا جواب۔ لفظ "پنسل" ہے۔ جو میری میز پر موجود ہے۔ (۱) اسکو اگر اپنی اصلی حالت میں رکھا جائے یعنی پنسل۔ تو ہر ایک پڑھے لکھے۔ دوکاندار۔ ترکھان کے استعمال کی شئے ہے۔ (۲) اگر اس کا پہلا حرف اُڑا دیا جائے۔ تو لفظ "نسل" بن جاتا ہے۔ جس کی ہر ایک انسان۔ جانور۔ حیوان۔ حتّٰی کہ نباتات بھی خواہش رکھتے ہیں (۳) اگر آخری حرف اُڑا دیا جائے تو لفظ "پنس" بنجاتا ہے۔ جو کہ انگریزی سکّہ کا نام ہے۔ (۴) اگر آخری دو حرف اُڑا دیئے جائیں تو لفظ "پن" بنجاتا ہے جو دفتروں میں استعمال کی شئے ہے۔ (۵) اگر پہلے دو حرف اُڑا دیئے جائیں تو لفظ "سل" بنجاتا ہے جو نہایت خطرناک بیماری کا نام ہے جس سے ڈاکٹر عاجز ہیں۔ خاکسارہ سعیدہ اختر بنت شیخ عبد الغنی صاحب اوور سیئر ڈاکٹر ڈالہ بانگر

آخری معمہ آمنہ بیگم ماڈل گنج نے بھی صحیح حل کیا ہے ٭

دیویوں کے پلیٹ فارم پر اپنیکافیشن

اس عنوان سے آریوں کے ایک "نشری یت" لکھتے ہیں:-

"نوجوان سادہ لوح لڑکیاں کہیں چندہ لینے کو پہنچ رہی ہیں کہیں ملکی معاملات پر بحث کرنے میں حصہ لیتی ہیں۔ کہیں پلیٹ فارم پر خراج تحسین پا رہی ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ سوسائٹی کو ایسی بے احتیاطی کا کسی نہ کسی صورت میں خمیازہ اُٹھانا پڑیگا نیک چلنی اور برہمچریہ کا اونچا آدرش جو انسانی سوسائٹی کے چوٹی کے وچاروں کو مدنظر ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ لڑکے لڑکی یا پرش استری کو باہم چھونے دیکھنے وغیرہ تک کے موقعے نہ ملیں۔ لڑکے اور لڑکیاں ایکدوسرے کے گوروکل یا مدرسہ میں نہیں جا سکتیں شادی شدہ نوجوان کی نیچی نگاہ رکھنے کا سبق اچھی طرح یاد رہ سکے اور ایکدوسرے کو ملنے کے موقعہ نہ ملیں یا حتی الوسع کم ملیں۔ اسکے بغیر نوجوانوں کے اندر سداچار یا جنسی تعلق کا پوتر جذبہ قائم نہیں رہ سکتا"

مہرشی دیانند فرماتے تھے کہ استری کا روپ برہمچریہ کے اندر آنکھ کے ذریعہ گھس جاتا ہے۔ وہ عورتوں کو اپدیش دینے کی بجائے کہتے تھے کہ اپنے پتیوں کو بھیجو وہ اپدیش پا کر تمہیں سمجھائینگے۔ کبھی کسی دیوی سے بات کرنے کی ضرورت ہوتی تو نگاہ نیچی یا بند کر کے یا بیچ میں پردہ کرا کے بات کرتے تھے۔ آریہ سماج نمائشی پردہ کے خلاف ہے۔ حقیقی پردے کے جسکا دل سے تعلق ہے حق میں ہے۔ استری پرش اپنی اپنی نوعیت کی سبھا سوسائٹیوں میں ہی اپنی قابلیت کا استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ نہایت مجبوری یا کسی غیر معمولی مجلسی یا ملکی فائدہ کے وقت ہی ہونا چاہیئے۔ کہ کوئی بڑی قابل عمر رسیدہ اور تجربہ کار عورت مردوں کی سبھا میں یا مرد ہو یا کوئی غیر معمولی عالم اور سنیاسی خاص احتیاط یا پابندیوں سے دیویوں کے مجمع میں اپدیش دے سکیں گو (آریہ ویر ۲۹ اکتوبر)

رانی صاحبہ رسول پور کا خطبہ صدارت

بارہ بنکی میں جو شاندار زنانہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ رانی صاحبہ راجہ امتیاز رسول خاں نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے:-

علم ایک روشنی ہے۔ اور روشنی کی ضرورت جس طرح مرد کو ہے اسی طرح عورت کو بھی ہے۔ دنیا کے کام تو الگ رہے۔ بغیر علم کے خدا کو بھی پہچاننا دشوار ہے۔

اب وہ زمانہ گیا کہ زیوروں سے لدی ہوئی عورتوں کی دنیا اُن کے پاندان کی چھوٹی چھوٹی ڈبیوں میں بند تھی اور پان پر پان بنتا جاتا تھا۔ اور دقیانوسی قصوں اور جھوٹ اور رشک و حسد کی باتوں اور بھوت پریت کے فسانوں میں زندگی کے دن گذرتے تھے۔ اب نہ وہ دولت کی زیادتی ہے نہ ویسی عمروں کی زیادتی نہ وہ اطمینان اور آسودگی، نہ وہ صحت، نہ وہ اگلے زمانہ کی قوت۔

اب زندگی اور موت دونو بغیر علم کے بیکار ہیں۔ عورتوں کی ذمہ واریاں اب بہت بڑھ گئیں۔ جب مائیں خود تعلیم یافتہ نہ ہونگی تو بچے اچھی تعلیم و تربیت کیونکر حاصل کر سکینگے؟ جہاں تعلیم کا سوال اُٹھایا گیا فوراً پردہ کی بحث بے ضرورت سامنے لا کر ہر جگہ ایک نئی اُلجھن پیدا کر دی جاتی ہے۔ پردہ ایک الگ چیز ہے اور تعلیم دوسری چیز ہے۔ تعلیم کے فائدہ سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ علم حاصل کرنا پردہ قائم رکھ کر بھی ممکن ہے اور بغیر پردہ کے بھی۔ تعلیم پہلی چیز ہے۔ جب آپ تعلیم حاصل کر چکیں تو علم کی روشنی میں نہ صرف پردہ بلکہ بہت سے مسئلوں اور رسم و رواج کی باتوں پر آپ صحیح رائے دینے کے قابل ہو سکیں گی۔ (ہمت لکھنؤ)

KHILAFAT LIBRARY

رپورٹ لجنہ اماءاللہ شہر سیالکوٹ

ستمبر ۱۹۲۹ء ماہواری جلسہ حسب دستور سات بجے صبح سے ۹ بجے تک رہا۔ تعداد حاضرات ایک صد تھی۔ خاکسارہ نے ایک گھنٹہ حسب وعدہ اپنی تقریر حضرت "ہاجرہؓ سے سبق" پر کی جس میں بیان کیا گیا۔ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اطاعت میں سعادت حضرت ہاجرہؓ کی سعادت و اطاعت کا نتیجہ اور ان کی تربیت و ایثار کا اثر تھا۔ اور حضرت ہاجرہ کی زندگی سے ہمیں کامل ایمان و اطاعت کے علاوہ تربیت اولاد کا بے نظیر سبق ملتا ہے۔ دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔ اور بعد میں اجلاس لجنہ منعقد ہوا۔ جس میں چند امور پاس ہوئے۔ اور مستورات میں تبلیغی فارم تقسیم کئے۔

۲۹ ستمبر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی واپسی کشمیر پر لجنہ اماءاللہ سیالکوٹ کا سٹیشن پر استقبال کرنا قرار پایا۔ اور اس وجہ سے کہ شہر کے بعض حصوں میں کالرے کا زور تھا۔ عام اطلاع نہ کی۔ تاکہ سٹیشن پر ہجوم نہ ہو جائے۔ تاہم علاوہ شہر کے باہر سے بھی عورتیں وہاں جمع ہو چکی تھیں جن کا پہلے سے خیال نہ انتظام۔ افسوس کہ کالرے کی وجہ سے حضور یہاں قیام نہ کر سکے تاہم غنیمت ہے۔ کہ اہل بیت مسیح موعودؑ سے ملاقات کا موقع مل گیا۔ لجنہ نے حسرت دعوت کو چند تحائف پیش کر کے پورا کیا۔

اکتوبر ۱۹۲۹ء کے ماہوار جلسہ میں نسبتاً مجمع کم تھا۔ کیونکہ بوجہ کالرا ابھی تک سکولوں میں تعطیلیں تھیں۔ جس کی وجہ سے اکثر بہنیں شہر سے غیر حاضر۔ خاکسارہ کی تقریر

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے ماتحت نظام خلافت کے کام کریں کے مطابق الٰہی اسکی برکات سے مستفید ہونے پر بھی ٭

(سیدہ فضیلت۔ سیالکوٹ)

مہارانی کوچ بہار کی جوانمردی

آپ نیپلز پہنچی ہی تھیں کہ روم نامی جہاز کی بربادی کی اطلاعات پہنچ گئیں تھیں۔ لیکن ان کو سنکر بھی آپ ہراساں نہ ہوئیں اور آپ سکندریہ شہر نامی جہاز سے اپنے ہوائی سفر پر روانہ ہو گئیں۔ جہاز مذکور کا بایاں پر لنگر سے ٹکرا گیا۔ جس سے جہاز کے پیچھے کے حصہ کو شدید نقصان پہنچا۔ پرواز کی دوبارہ کوشش کی گئی۔ لیکن جہاز ادھر ادھر کا چکر کاٹ کر چٹانوں میں پھنس گیا۔ مسافر کمر کمر تک پانی میں تھے۔ جبکہ مہارانی جہاز کے اندرونی حصہ سے نکلکر چوٹی پر پہنچ گئیں۔ مہارانی پیچھے ہٹنے لگیں جہاز کا ایک پر ان کے کوٹ میں الجھ گیا۔ اور کسی شخص نے ان کو کھینچ کر اس کی زد سے بچا لیا۔ مہارانی کا ارادہ سال آیندہ بذریعہ ہوائی جہاز انگلینڈ کو روانہ ہونے کا ہے ٭ تیج دہلی ۸ نومبر

KHILAFAT LIBRARY

منٹگمری ۶ نومبر۔ گورنر پنجاب ۱۲ نومبر کو یہاں پہنچیں گے۔ آپ ایک لیڈیز گارڈن کی افتتاحی رسم ادا کریں گے۔ جس کو صرف مستورات کے لئے بنایا گیا ہے ٭

عطیہ اہلیہ سید عبدالرشید صاحب سیالکوٹی نے اپنے بھائی کے احمدی ہونے کی خوشی میں ایک سال کے لئے مصباح مفت جاری کرایا ہے ٭

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶
اخبار مصباح ۔ قادیان دارالامان ۔ ضلع گورداسپور

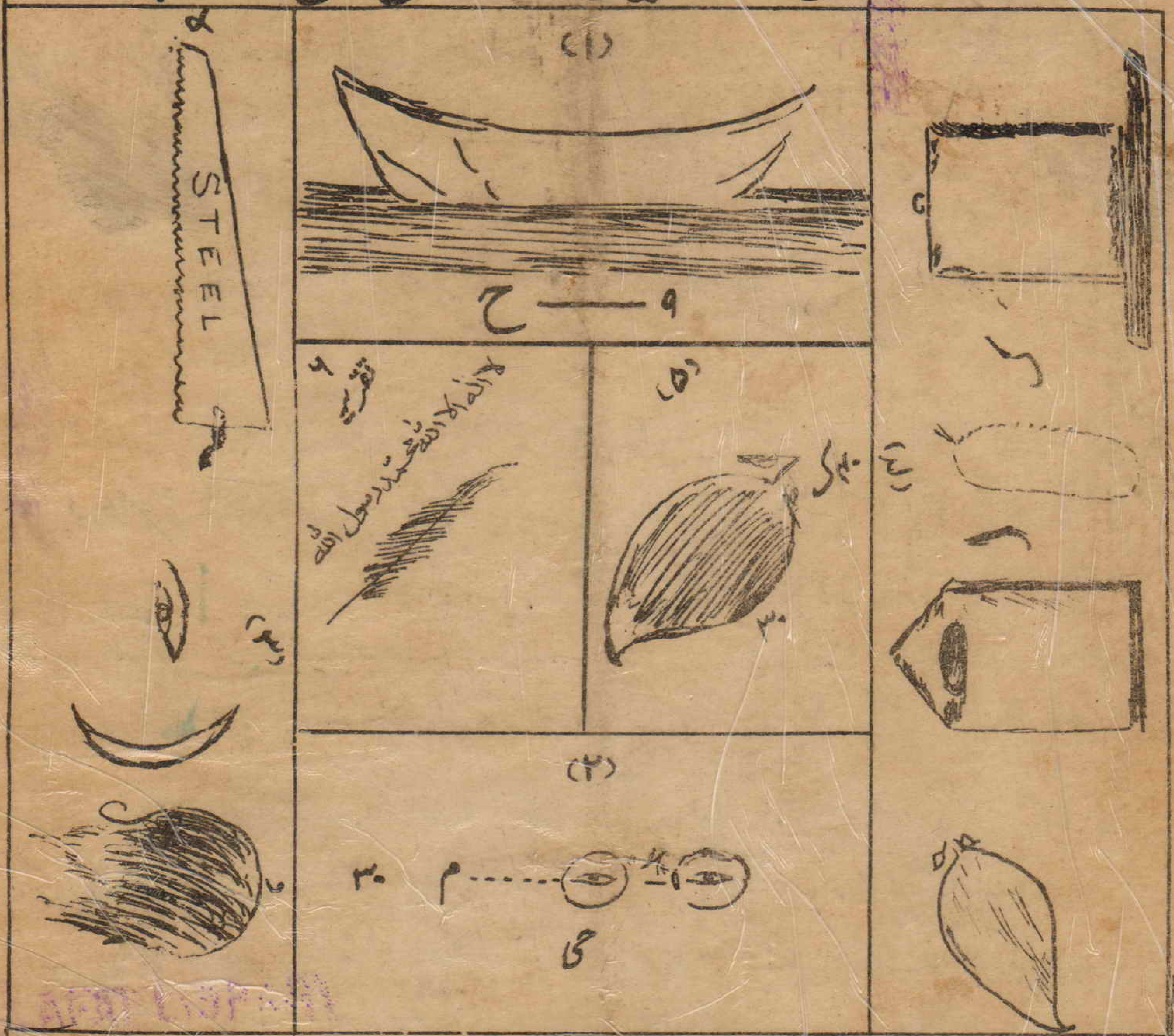

مندرجہ بالا تصویروں سے حسب ذیل کتابوں میں سے کسی ایک کا نام تلاش کریں :-

خوان دعوت ۔ سیرۃ الابدال ۔ اربعین کامل ۔ دُرِّ ثمین ۔ تحفۃ الملوک ۔ چشمہ مسیحی ۔ براہین احمدیہ آئینہ کمالات اسلام ۔ مسیح ہندوستان میں ۔ آئینہ صداقت ۔ اعجاز احمدی ۔ انجام آتھم ۔ سراج منیر ۔ سرمہ چشم آریہ ۔ حق الیقین ۔ ہستی باری تعالیٰ ۔ کشتی نوح ۔ ٹیچنگ آف اسلام کلمہ طیبہ پر تقریر ۔ حقیقۃ الوحی ۔ ملفوظات نور ۔ دُرِّ مکنون ۔ آب حیات ۔

ایس ایس نسیم کیمبل پور

KHILAFAT LIBRARY

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا